مفتی ابومعاویہ منظور احمد تونسوی

قسط سوم

آزر ـــــ کون ؟

چند شبہات کا ازالہ

۸: تفسیر ابن کثیر میں ہے :

آزر نام تھا ایک بُت کا چونکہ ابراہیم علیہ السلام کے والد اس بُت کے خادم اور پجاری تھے اس لئے یہی نام ان پر غالب آگیا تھا ۔ ۔ ۔ آگے چند سطر بعد لکھتے ہیں" ابن جریر کہتے ہیں کہ درست تو یہ ہے کہ ان کے باپ کا نام آزر تھا" (ابن کثیر اردو ص۸۱ ج ۷ پ)

۹: معارف القرآن ادریسی میں ہے :

آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام ہے اور تارخ ان کا لقب ہے یا اس کے برعکس تارخ نام ہے اور آزر لقب ہے ۔ (تفسیر معارف القرآن ادریسی ص۲۲۷ ج ۴)

۱۰: البدایہ والنہایہ میں ہے :

اِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ هٰذا يدل على ان اسم ابى ابراهيم آزر وقال جمهور اهل النسب منهم ابن عباس ان اسم ابيه تارخ وقال ابن جرير والصواب ان اسمه آزر ولعل له اسمان علمان او احدهما لقب والآخر علم ۔ (البدایہ والنہایہ ص۱۴۲ ج ۱)

اذ قال ابراهیم لابیه الخ یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام آزر تھا ۔ جمہور اہل نسب جن میں سے ابن عباس رض بھی ہیں کہتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام تارخ تھا، لیکن ابن جریر رح فرماتے ہیں صحیح یہ ہے کہ اس کا نام آزر تھا اور شاید کہ اس کے دو نام ہوں یا ایک نام اور دوسرا لقب ہو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول سے صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا حقیقی نام آذر نہیں تھا بلکہ تارخ تھا۔ رہی یہ بات کہ ان کا لقب آزر تھا یا نہیں تو اس کی کوئی تصریح ابنِ عباسؓ کی تفسیر میں نہیں ملتی۔ البتہ ابن جریرؒ نے و الصواب کہ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کے نام کی تصریح فرما دی کہ اس کا نام آذر تھا، اور ان کے ہاں آزر علم نہیں تو تارخ کا وصفی نام تو ضرور ہی تھا نہ یہ کہ آذر ان کے چچا کا نام تھا۔

۱۱: تفسیر بیضاوی میں ہے:

هو عطف بيان لابيه وفي كتب التواريخ ان اسمه تارح فقيل هما علمان له كاسرائيل ويعقوب وقيل العلم تارح وازر وصف له معناه الشيخ او المعوج وقيل اسم صنم يعبد ولقب به للزوم عبادته الخ (بیضاوی ص۲۵۹ ج۲ مطبوعہ لکھنؤ)

ترجمہ و تشریح: آزر کا لفظ ابیہ کا عطف بیان ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ابیہ سے مراد آزر ہے یعنی سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر تھا تاریخ کی کتابوں میں مذکور ہے کہ ان کے والد کا نام تارخ تھا تو اس اعتبار سے گویا کہ ان کے دو نام ہوئے جس طرح اسرائیل اور یعقوب دونوں ایک ہی ذات کے نام تھے اور دونوں کے مصداق ایک ہی شخص تھے اسی طرح کتب تاریخ کا تارخ اور قرآن مجید کا آزر دونوں ایک ہی شخص کے دو نام ہیں۔ اور بعض نے کہا کہ تارخ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا علمی نام تھا اور آزر وصفی نام تھا جس کے معنی بوڑھے یا کجرو کے ہیں، اور بعض نے کہا کہ آذر اس بُت کا نام تھا جس کی عبادت تارخ کیا کرتا تھا اور اسی بُت کی عبادت لازم پکڑنے کی وجہ سے تارخ کا لقب آزر پڑ گیا۔

قاضی بیضاویؒ کی تحقیق سے بھی ثابت ہوا کہ تارخ اور آزر دونوں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کے نام تھے، یا تارخ نام تھا اور آزر لقب جس کا حاصل یہ نکلا کہ تاریخ کے تارخ اور قرآن کے آزر کا مصداق ایک ہی ہے۔

۱۲: حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ موضح القرآن میں آیت مذکورہ کا ترجمہ لکھتے ہیں :۔
"جب کہا ابراہیمؑ نے اپنے باپ آذر کو۔ یاد کر اے محمدؐ واسطے مکے والوں کے قصہ ابراہیمؑ کا جس وقت کہا ابراہیم علیہ السلام نے واسطے باپ اپنے کے کہ نام اس کا آزر تھا"
(موضح القرآن مطبوعہ شیخ غلام علی لاہور ص۲۲۳ ج ۱)

۱۳: امام راغب اصفہانیؒ متوفی ۵۰۲ھ اپنی مشہور و معروف قرآنی لغت المفردات فی غریب القرآن طبع پاکستان کے ص۱۷ پر لکھتے ہیں :۔

قیل کان اسم ابیہ تارخ فعرب فجعل آزر وقیل آزر معناہ الضال فی کلامھم	کہا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارخ تھا پھر اسے عربیا کر یعنی عرب کی لغت میں لاکر آزر کر دیا گیا، اور لبعض نے کہا کہ آزر کا معنی ان کے کلام میں گمراہ اور راہ گم کردہ کے آتے ہیں۔

امام راغب اصفہانی کی مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ آزر اصل میں تارخ ہی تھا جیسا کہ تورات اور کتب تواریخ میں مذکور ہے۔ مگر عربی کی مشہور ڈکشنری لسان العرب مؤلفہ ابن المنظور کے ص۲۶ ج پر ہے۔

وآزر اسم اعجمی وھو اسم ابی ابراھیم"	آزر عجمی نام ہے، جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام ہے"۔

۱۴: علامہ سید محمود آلوسی بغدادی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ اپنی معرکۃ الآرا تفسیر روح المعانی ص۱۹۴ ج ۷ پر لکھتے ہیں:۔

وآزر بزنۃ آدم علم اعجمی لابی ابراھیم علیہ السلام	آزر آدم کے وزن پر عجمی زبان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام ہے"۔

اور دو سطر بعد لکھتے ہیں :

واخرج ابن ابی حاتم عن ابن عباس ان اسم ابی ابراھیم علیہ السلام بآزر واسم امہ مثلی الخ

کتب تواریخ و تفاسیر کی ورق گردانی سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ علماء متقدمین و متاخرین کی اکثریت

اسی خیال اور رائے کی حامی ہے کہ قرآن مجید کا بیان کردہ آزر اور تاریخ والقرأۃ کا بیان کردہ نام تارح دونوں ایک ہی شخص کے نام ہیں جو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے والد تھے ، دو الگ شخص نہ تھے۔

۱۵ : حضرت العلامہ مولانا حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی اپنی مقبول عام اور شہرہ آفاق تصنیف قصص القرآن میں اِذْ قَالَ اِبْرَاهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ (الآیہ) کے تحت مفسرین و مؤرخین کے اختلافی اقوال ذکر کرنے کے بعد بطور محاکمہ یہ فیصلہ فرماتے ہیں :

> کہ ہمارے نزدیک یہ تمام تکلفات بارد ہیں اس لئے کہ قرآن عزیز نے جب صراحت کے ساتھ آزر کو ابراہیم علیہ السلام کا باپ کہا ہے ۔ تو پھر محض علماء انساب اور بائیبل کے تخمینی قیاسات سے متأثر ہو کر قرآن عزیز کی یقینی تعبیر کو مجاز کہنے یا اس سے بھی آگے بڑھ کر خواہ مخواہ قرآن کریم میں نحوی مقدرات ماننے پر کون سی شرعی اور حقیقی ضرورت مجبور کرتی ہے ۔ برسبیل تسلیم اگر آزر عاشق صنم کو کہتے ہیں یا بت کا نام ہے تب بھی بغیر تقدیر کلام اور بغیر کسی تاویل کے یہ کیوں نہیں ہو سکتا کہ ان ہر دو وجہ سے آزر کا نام آزر رکھا گیا جیسا کہ اصنام پرست اقوام کا قدیم سے یہ دستور رہا ہے کہ وہ کبھی اپنی اولاد کا نام بتوں کا غلام ظاہر کر کے رکھ دیتے تھے اور کبھی خود بتوں کے ناموں پر رکھ دیا کرتے تھے ۔ اصل بات یہ ہے کہ آزر کلدی زبان میں بڑے پجاری کو کہتے ہیں ۔ اور عربی میں یہی آزر کہلایا ۔ تارخ چونکہ بت تراشش اور سب سے بڑا پجاری تھا اس لئے آزر کے نام سے مشہور ہو گیا ، حالانکہ یہ نام نہیں تھا بلکہ لقب تھا اور جب لقب نے نام کی جگہ لے لی تو قرآنِ عزیز نے بھی اسی نام سے پکارا ۔

پس بلاشبہ تاریخ کا تارخ اور قرآن کا آذر ہی ہے اور وہ علم اعجمی ہے نہ کہ علم وصفی اور تارخ یا غلط نام ہے یا آزر کا ترجمہ ہے جو توراۃ کے دوسرے اعلام کی طرح ترجمہ نہ رہا بلکہ اصل بن گیا ۔" قصص القرآن ص ۲۴۱ مطبوعہ ندوۃ المصنفین دہلی ۔

۱۶ : امام سیوطیؒ تفسیر جلالین میں لکھتے ہیں :

وَاذکر اِذْ قَالَ اِبْرَاهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزر ھو لقبه واسمه تارح	کہ آزر ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا لقب ہے اس کا نام تارح تھا۔

وَاِسْمُهٗ پر حاشیہ لکھتے ہیں :

ضبط بعضهم بالحاء المهملة
وبعضهم بالخاء المعجمة
وقال البخاري في تاريخه
الكبير ابراهيم بن آزر وهو في التوراة تارخ فعلى
هذا يكون لابي ابراهيم
اسمان آزر وتارخ مثل
يعقوب واسرائيل اسمان
لرجل واحد يحتمل ان يكون
اسمه آزر وتارخ لقب له
وبالعكس فالله سماه آزر
وان كان عند النسابين
والمؤرخين اسمه تارخ
ليعرف بذالك من الخطيب
وعبارة الكبير واما قولهم
اجمع النسابون ان اسمه
كان تارخ فنقول هذا ضعيف
لان ذالك الاجماع انما
حصل لان بعضهم يقلد بعضاً
وبالاخير يرجع الى قول الواحد
والاثنين مثل قول وهب
وكعب ونحوهما وربما
تعلقوا بما يجدونه من

کہ بعض نے اس لفظ (تارح) کو حاء مہملہ کے
ساتھ ضبط کیا ہے اور بعض نے خاء معجمہ کے
ساتھ اور امام بخاریؒ نے تاریخ کبیر میں
فرمایا ہے کہ ابراہیم بن آزر تورات میں
تارخ لکھا ہوا ہے پس اس بناء پر
ابراہیم علیہ السلام کے والد کے دو نام
ہوئے آزر اور تارخ جیسے یعقوب
اور اسرائیل دو نام ہیں ۔ ایک شخص (یعنی
حضرت یعقوب علیہ السلام کے) اس میں یہ
بھی احتمال ہے کہ آزر نام اور تارخ اس کا
لقب ہو یا اس کے برعکس یعنی تارخ نام
ہو اور آزر اس کا لقب ہو ۔ بہر حال اللہ تعالیٰ
نے اس کا نام آزر رکھا ہے اگرچہ علماء
نسب اور مؤرخین کے ہاں اس کا نام تارخ
مشہور ہے ، اور خطیبؒ سے اور کبیر کی
عبارت سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے باقی
ان کی بات کہ علماء نسب کا اس پر اجماع
ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے والد کا
نام تارخ تھا میں کہتا ہوں یہ اجماع ضعیف
ہے کیونکہ اس اجماع کی انتہاء حضرت
وہب بن منبہؒ اور حضرت کعبؒ احبار
وغیرھما کے قول پر ہے ایک دوسرے کی
تقلید میں (علماء نسب) بات نقل کرتے

احبار الیھود والنصارٰی
ولا عبرة بذالک فی مقابلة
صریح القرآن انتھٰی۔
(جلد ۱ لسین ص ۱۱۸)

چلے گئے ہیں۔ انجام کار اس اجماع کی بنیاد ایک یا دو آدمیوں پر جا کر ٹھہرتی ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ وہ بات یہود ونصاریٰ کے احبار سے نقل شدہ ہوتی ہے جس کا صریح الفاظ قرآن مجید کے مقابلہ میں کوئی اعتبار نہیں۔ الخ

۱۷: تفسیر ابن کثیر میں ہے:-

والصواب ان اسم ابیہ آزر ثم اورد علٰی نفسہ قول النسابین ان اسم تارخ ثم اجاب بانہ قد یکون لہٗ اسمان کما لکثیر من الناس او یکون احدھما لقبًا وھٰذا الذی قالہ جید قوی واللہ اعلم

اور صحیح بات یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام آزر تھا، پھر علماء نسب کا قول نقل کیا کہ اس کا نام تارخ تھا پھر اس قول سے جواب دیا کہ ممکن ہے کہ ان کے دو نام ہوں جیسا کہ بہت سے لوگوں کے دو نام ہوتے ہیں یا یہ کہ ایک نام اور ایک لقب ہو اور یہی قول زیادہ عمدہ اور مضبوط ہے۔

(تفسیر ابن کثیر عربی مطبوعہ امجد اکیڈمی اردو بازار لاہور ص ۱۵۰ ج ۲)

(باقی آئندہ)

وقتِ دُعا ہے: ابنِ امیرِ شریعت قائدِ تحریک ختم نبوت حضرت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہٗ پر ۱۸ مئی ۱۹۹۲ء کو اچانک فالج کا حملہ ہوا ہے جسم کا دایاں حصہ اور زبان متأثر ہیں۔ چودہ روز ہسپتال کے علاج کے بعد الحمد للہ بیماری میں نمایاں کمی آئی ہے، حضرت شاہ جی اب گھر منتقل ہو چکے ہیں اور ڈاکٹرز کے زیرِ ہدایت علاج اور مکمل آرام فرما رہے ہیں۔ احباب واکابر سے آپ کی جلد صحت یابی کے لئے دعاؤں کی خصوصی درخواست ہے۔